7

فتنہ شدھی کے لئے احمدی سرفروشوں کی ضرورت

(فرمودہ ۹ ر مارچ ۱۹۲۳ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

خطبہ کے شروع کرنے سے پہلے یا اصل خطبہ سے پہلے میں پچھلے جمعہ کے خطبہ کی تکمیل کے طور پر ایک بات سنانا چاہتا ہوں جو یہ ہے کہ وہ فضل جو برلن مسجد کی تحریک کے ذریعہ خدا کی طرف سے ہوا ہے اس کے ذریعہ ۹ اور آدمیوں نے بیعت کی ہے۔ یہ ایک گھر کا گھر ہے۔ جو احمدی ہوا ہے واقعہ یہ ہے کہ ہمارے خان صاحب منشی فرزند علی صاحب اس چندے کے دورے کے لئے نکلے۔ ایک غیر احمدی خاندان کہ جس کے نو ممبر ہیں وہ بھی چندہ لایا۔ ان کو کہا گیا کہ اس چندہ میں تو صرف احمدی ہی شامل ہو سکتے ہیں۔ ان کو تبلیغ تو پہلے ہی سے ہو چکی تھی لیکن وہ رکے ہوئے تھے۔ اب اس موقع پر جب ان کو یہ کہا گیا تو وہ سارے کا سارا گھر احمدی ہو گیا۔ یہ کیا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا نمونہ ہے کہ ایک تو وہ لوگ ہیں جو چندہ کی خاطر احمدیت کو چھوڑتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کا ہم سے یہ معاملہ ہے کہ ہمیں چندہ بھی ملتا ہے اور آدمی بھی ملتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بن مانگے موتی ملیں مانگے ملے نہ بھیک

ہم غیروں کا چندہ رد کرتے ہیں تو ہمیں آدمی اور روپیہ دونوں ملتے ہیں۔ اور ایک وہ لوگ ہیں جو مسیح موعود کو مان کر پھر محروم ہو گئے۔

اس کے بعد اس مضمون کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں جس کے متعلق پرسوں درس کے موقع پر ذکر کیا تھا اور کہا تھا کہ جمعہ کے موقع پر بیان کروں گا چونکہ یہاں اس وقت بہت ایسے لوگ ہیں جو درس میں شامل نہ تھے۔ اکثر دیہات کے احباب ہیں۔ بعض یہاں کے ہیں۔ جو کسی نہ کسی ضروری کام کی وجہ سے درس میں نہیں آسکے ہونگے۔ اور بعض سُست بھی ہیں۔ اس لئے اختصاراً اس خطبہ کے باعث اور موضوع کو بیان کر کے جماعت کو اس کام کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

ہندوستان میں کچھ جماعتیں ہیں جو نام کی مسلمان ہیں مگر ایمان ان میں رچا نہیں۔ وہ جماعتیں

تعداد میں تھوڑی نہیں بڑی بڑی ہیں۔ واقف لوگ بتاتے ہیں کہ ان کی تعداد ایک کروڑ ہے اگر ہندو ان پر قبضہ جمالیں تو وہ ہندو ہو جائیں۔ ان جماعتوں میں سے ایک جماعت راجپوتوں کی ہے جو ملکانہ کہلاتی ہے اور یو۔پی کے علاقہ میں آباد ہے۔ یعنی آگرہ' علی گڑھ' فرخ آباد۔ متھرا وغیرہ علاقوں میں ان کی تعداد ساڑھے چار لاکھ بتائی جاتی ہے ان میں اسلام کسی وقت داخل ہوا مگر مسلمانوں کی سستی کے باعث اسلام ان میں رچا نہیں۔ اب ان میں سے بعض میں کچھ رسوم مسلمانوں کی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً ختنہ کراتے ہیں۔ مُردوں کو دفن کرتے ہیں۔ نکاح ملّا سے پڑھواتے ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ہندوؤں کی رسوم بھی ان میں موجود ہیں۔ ان کے بعض گھروں میں بت ہیں جن پر وہ نذریں چڑھاتے ہیں۔ مندروں میں جاتے ہیں۔ غرض ان میں بہت سی رسوم ہندوانہ بھی ہیں۔ وہ لوگ شاذ کے سوا اسلام سے واقف نہیں۔

آریوں نے سولہ سال سے کوشش شروع کی ہوئی ہے کہ جس قدر بھی ان لوگوں کو اسلام سے تعلق ہے اس سے ہٹا کر اپنے خیالات ان میں پھیلائیں اور ان کو شدھ کرلیں۔ اس کے لئے آریوں نے ان کو کہنا شروع کیا۔ تم لوگ تو ہو ہی ہندو۔ مسلمان بادشاہوں کی سختی یا کسی لالچ کی وجہ سے تمہارے بزرگوں نے اسلام کی یہ ظاہری شکل اختیار کرلی تھی۔ پھر ہمسایہ مسلمانوں کی بعض غلطیاں اور موجودہ مسلمانوں کی بعض اخلاقی کوتاہیوں اور جبروتعدی کے باعث ان میں یہ خیال راسخ ہو چلا ہے کہ وہ درحقیقت ہندو ہیں۔ آریوں کی کوشش کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ ان میں سے ایک بڑی جماعت تیار ہوگئی ہے کہ اسلام کو چھوڑ کر ہندو ہو جائے۔ چند مہینے گزرے ہیں کہ یہ بات ظاہر ہوئی۔ وہ بھی اس طرح کہ جب آریوں کا قبضہ ہو گیا۔ تو اس وقت آریوں کو روپیہ کی ضرورت پیش آئی۔ جس کے لئے انہوں نے اپیل کی۔ اس سے مسلمانوں کو علم ہوا۔ پہلے عام طور پر مسلمانوں کو یہ حال معلوم نہ تھا اور نہ ان کا اتنا حلقہ عمل معلوم تھا۔ اس وقت تک مسلمانوں نے جو کوشش کی ہے۔ وہ بار آور نہیں ہوئی۔ ہمارے مبلغوں نے لکھا ہے کہ جو لوگ شدھ ہو رہے تھے ان کو کچھ مسلمان سمجھانے کے لئے گئے۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر تم آؤ گے تو ہم قتل کردیں گے۔ یہ جوش بتاتا ہے کہ اسلام سے ان کو کس قدر بُعد ہو گیا ہے۔ ہندوؤں میں سے اگر ایک شخص مذہب تبدیل کرلے اور مسلمان ہو جائے تو ان میں کہرام مچ جاتا ہے اور ہندو لوگ اس کی ہر طرح مدد کرنے اور اسلام سے واپس لانے میں کوشش صرف کرتے ہیں۔ اور بڑی بڑی تدابیر اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ شیخ عبدالرحمان صاحب قادیانی جب مسلمان ہوئے تھے۔ یہاں آکر حضرت صاحب کے پاس رہنے لگے۔ ان کو واپس لے جانے کی بہت کوششیں کی گئیں۔ یہ مجھ کو یاد نہیں۔ ان کے لئے یا کسی اور نومسلم کے لئے کچھ ہندو عورتیں بازار میں سے روتی ہوئی گذریں گویا وہ ماتم کر رہی تھیں۔ ان کی

غرض یہ تھی کہ اس پر اثر ہو۔ بہرحال جب ان کی سب کوششیں بے سود ثابت ہوئیں تو ان کے رشتہ داروں نے کہا کہ یہ ہمارے ساتھ چلے۔ ہمیں اس کے مسلمان ہونے اور مسلمان رہنے پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ ہمارا بچہ ہے۔ ہمارے پاس رہے۔ غرض اس طرح کے قول و قرار کے ساتھ لے گئے مگر جاتے ہی قید کر دیا۔ مکان سے باہر نکلنے نہیں دیتے تھے۔ اور سختی شروع کر دی۔ جس طرح سکھوں کے زمانہ میں کاٹھ مار کر رکھتے تھے۔ اسی طرح گویا ان کو گھر میں کاٹھ مار دیا گیا۔ لیکن جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بشاشت ایمان کسی کے دل میں داخل ہو جائے تو ایسے شخص کو اگر آگ میں بھی ڈالا جائے تو وہ پھرا نہیں کرتا۔ چونکہ شیخ صاحب کے دل میں بشاشت ایمان داخل ہو گئی تھی۔ اس لئے یہ سب سختیاں ان پر بے اثر رہیں۔ غرض مدتوں قید میں رہے۔ آخر ایک دن موقع مل گیا اور دیوار پھاند کر نکل آئے۔ بہرحال اس قوم میں اس قدر جوش ہوتا ہے لیکن مسلمانوں میں یہ روح نہیں ہے۔ لیکن باوجود حس ماری ہوئی ہونے کے جب ایسی حالت ہو تو احساسات کو ٹھیس لگتی ہے۔ ساڑھے چار لاکھ آدمیوں کا اسلام کو چھوڑنا کوئی معمولی بات نہیں اس سے مسلمانوں میں جوش پیدا ہوا ہے مگر اتنا نہیں جتنا کہ ضروری ہے اور ہو بھی کیسے سکتا ہے کیونکہ یہ خود اسلام کو چھوڑ چکے ہیں۔ بعض مولوی لوگ جو وہاں پہنچے ہیں۔ انہوں نے ایسی بے ہودہ حرکات کی ہیں کہ الٹا نقصان پہنچا ہے۔ مثلاً ان کی دھوتیاں اتروا کر پاجامے پہناتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ دھوتی اور پاجامہ کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ بہت سے علاقوں کے مسلمان دھوتی باندھتے ہیں یہ ایسی حرکات ہیں کہ وہ اسلام سے دور ہو جائیں گے۔ کیونکہ بہت لوگ ایسی باتوں کے تغیر میں جو انکی قومی ہوں۔ اپنی ذلت اور ہتک خیال کریں گے اور اسلام سے دور ہو جائیں گے۔

اس حالت کو دیکھ کر ہمیں اس علاقہ میں کام کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ گو وہ لوگ احمدی نہیں ہیں کہ ان کے ارتداد کا ہم پر اثر پڑے مگر چونکہ وہ اسلام کے نام سے تعلق رکھتے ہیں اور اسلام کی شوکت کو قائم کرنا ہمارا کام ہے۔ گو مذہبی طور پر ہم پر اثر نہ پڑے اور نہیں پڑتا کیونکہ مذہبی طور پر ان کے گرے ہوئے ہونے کے باعث ہی مسیح موعود مبعوث ہوئے۔ اگر وہ اچھے ہوتے تو مسیح موعود کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ پس اسلام کے نام کی عزت کے باعث میں نے وہاں اپنے دو آدمیوں کو بھیجا۔ ایک مولوی محفوظ الحق صاحب علمی اور دوسرے میاں عبدالقدیر صاحب بی۔اے کہ یہ وہاں جائیں اور رپورٹ لکھیں۔ ان کی رپورٹ سے تو ظاہر ہے کہ وہ لوگ اس قدر متاثر ہو چکے ہیں کہ وہ آریہ ہو کر رہیں گے۔

ان رپورٹوں کے آنے کے بعد میں نے ایک تدبیر سوچی ہے۔ اس کی تفصیل خطبہ میں سنانے کا نہ وقت ہے، نہ مصلحت کہ اس کو بیان کیا جاوے لیکن چونکہ جب تک ضرورت کو ایک حد تک

بیان نہ کیا جائے۔ اس وقت تک مدد نہیں مل سکتی اور جب تک کہ کسی کو بتایا نہ جائے کہ تمہارے گھر میں آگ لگی ہوئی ہے۔ وہ آگ بجھانے پر آمادہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے قبل اس کے کہ میں سکیم کا اعلان کروں۔ جماعت کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے نفوس اور جان و مال کو قربان کرنے کے لئے تیار رہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ کام بہت سخت ہے۔ ساڑھے چار لاکھ نفوس کی ایک قوم ہے جو مذہب تبدیل کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ وہ تیار ہیں کہ اسلام چھوڑ کر ہندو ہو جائیں۔ ظاہر ہے کہ ایک دو کو سمجھانا مشکل ہوتا ہے لیکن یہ اتنی بڑی قوم ہے۔ پھر ایک دو کو سمجھانے کے لئے بڑے وقت کی ضرورت ہے اور یہ کام برسوں میں کرنے کا نہیں بلکہ دو چار مہینہ کا ہے۔ ان کے بعض گاؤں آریہ ہو چکے ہیں۔ ان کے بڑے لوگ شدھ ہو چکے ہیں۔ ہمیں ایسے قلیل عرصہ میں ساری قوم کو یا معتد بہ کو روکنا ہے۔

پس یہ کام بڑی کوشش اور قربانی چاہتا ہے گویا جیسا کہ کہتے ہیں کہ لہو پانی ایک کرنا ہے اور جب تک اپنی خواہشات اپنے کاروبار اور آرام جان و مال کی قربانی نہ کی جائے گی۔ اس وقت تک یہ کام نہیں ہو سکے گا۔ اس کام کے لئے وہ لوگ تیار ہوں جو ہر ایک قربانی کے لئے تیار ہوں اور جن کا یہ عزم اور ارادہ ہو کہ خواہ کچھ بھی ہو۔ وہ انشاء اللہ اس کام کو کر کے چھوڑیں گے اور ان کی ایسی حالت ہو۔ جیسا کہ قرآن میں آتا ہے۔ **قاتلوا وقتلوا** مارتے ہیں یا مرجاتے ہیں۔ یہی دو صورتیں سامنے ہوں کہ یا تو یہ کام کروں گا اور ان کو اپنا ہم خیال بنالوں گا یا اسی کوشش میں فنا ہو جاؤں گا۔ اس وقت کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔ یہ ایک بڑی جماعت ہے اور پھر یہی ساڑھے چار لاکھ نہیں بلکہ ایک کروڑ کی اور جماعت ہے۔ یہاں ایک دو آدمیوں سے کام نہیں ہو سکتا۔ روپیہ ہمارے پاس نہیں اور نہ تھوڑے آدمیوں کا کام ہے۔ بیسیوں آدمیوں کے کرنے کا کام ہے اور بڑے اخراجات کو چاہتا ہے۔

اس حالت کو دیکھ کر میں نے تجویز کیا ہے اور میرا اس وقت یہی اندازہ ہے کہ ہمیں اس وقت ڈیڑھ سو آدمیوں کی ضرورت ہے جو اس علاقہ میں کام کریں اور کام کرنے کا یہ طریق ہو کہ اس ڈیڑھ سو کو تیس تیس کی جماعت پر تقسیم کر دیا جائے اور اس کے چار حصہ بیس بیس کے بنائے جائیں اور تیس آدمیوں کو ریزرو رکھا جائے کہ ممکن ہے کوئی حادثہ ہو۔ کوئی آدمی بیمار ہو جائے یا کوئی اور سانحہ ہو تو ہم ان میں سے بھیج سکیں۔ اس ڈیڑھ سو میں سے ہر ایک کو یہ اقرار کر کے فی الحال تین مہینہ کے لئے زندگی وقف کرنی ہوگی جو میں اب بیان کروں گا۔ پہلے بعض لوگوں کی درخواستیں آئی ہیں۔ میں نے ان کو جواب نہیں دیا۔ وہ اب سمجھ لیں گویا ان کی درخواستیں واپس کر دی گئی ہیں۔ ان شرائط کے سننے کے بعد جو درخواستیں آئیں گی وہ منظور کی جائیں گی۔ اول یہ کہ ہم ان کو ایک پیسہ

بھی خرچ کے لئے نہ دیں گے۔ اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خرچ انہیں خود برداشت کرنا ہوگا۔ جو لوگ اس طرز پر زندگی وقف کرنے اور اس علاقہ میں جانے کے لئے تیار ہوں وہ درخواستیں دیں۔ ڈیڑھ سو آدمیوں کی ضرورت ہے۔ وہاں کا خرچ کرایہ وغیرہ وہ سب خود برداشت کریں گے۔ چاہے وہ پیدل سفر کریں یا سواری پر یہ ان کو اختیار ہے۔ مگر ہم ان کے خرچ کا ایک پیسہ بھی نہ دیں گے۔ سوائے ان لوگوں کو جن کو ہم خود انتظام کرنے کے لئے بھیجیں گے۔ ان کو بھی جو ہم کرایہ دیں گے وہ تیسرے درجہ کا ہوگا۔ چاہے وہ کسی درجہ اور کسی حالت کے ہوں اور اخراجات بہت کم دیں گے۔ ان لوگوں کے علاوہ زندگی وقف کرنے والے خود اپنا خرچ آپ کریں گے۔ اپنے اہل و عیال کا خرچ خود برداشت کریں گے البتہ ڈاک کا خرچ یا وہاں تبلیغ کا خرچ اگر کوئی ہوگا تو ہم دیں گے۔

اس کے لئے جماعت کو پچاس ہزار روپیہ دینا ہوگا۔ ایسے کاموں کے لئے جو تبلیغ وغیرہ کے ہوں گے باقی مبلغین اسی رنگ میں جائیں گے۔ وہاں اپنے اخراجات خود اٹھائیں گے ان کے بال بچے ہوں یا اور متعلقین ہوں جن کا خرچ ان کو برداشت کرنا ہوتا ہے تو وہ خود خرچ کریں گے۔ جو لوگ دفاتر میں کارکن ہیں' مدرس ہیں ہم ان کو چھٹی نہیں دلوائیں گے۔ وہ اپنا انتظام خود کریں گے۔ اگر کسی کی استحقاقی چھٹی ہو۔ تو لے لے۔ اگر فرلو مل سکتی ہو وہ لے۔ غرض وہ اپنے لئے رخصت خود حاصل کریں گے۔ ہم ان کے لئے کوئی نئے قواعد تیار نہیں کریں گے۔ جس طرح اپنے دنیاوی کاموں کے لئے کسی کو رخصت کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ لیتا ہے اسی طرح وہ اب لیں۔ اگر اس صورت میں کوئی جانے کے لئے اور زندگی وقف کرنے کے لئے تیار ہو تو چشم ما روشن دل ماشاد۔ ورنہ کسی کے لئے ہم کوئی خاص قانون بنوانے کے لئے تیار نہیں۔

جو لوگ ملازمتوں پر ہیں وہ اپنی رخصتوں کا خود انتظام کریں اور جو ملازم نہیں اپنے کاروبار کرتے ہیں کہ جس وقت چاہیں آزاد ہو جائیں۔ وہ وہاں سے فراغت حاصل کریں اور ہمیں درخواست میں بتائیں کہ وہ چار سہ ماہیوں میں سے کس سہ ماہی میں کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس وقت جلدی اور اعلیٰ انتظام کی ضرورت ہے کیونکہ گو ڈیڑھ سو آدمی کم ہیں مگر انتظام کے ماتحت کام انشاء اللہ تعالیٰ اچھا ہوگا۔ دیکھا گیا ہے کہ یورپ کی چھوٹی فوجیں ایشیا کی بڑی بڑی فوجوں پر غالب آتی ہیں کیونکہ وہ ایک انتظام کے ماتحت ہوتی ہیں اور وہ انتظام بھی نہایت سخت ہوتا ہے جو شخص اس انتظام کے ماتحت ہو۔ اس کو اختیار نہیں ہوتا کہ اُف بھی کرے۔ ولایت کے انگریزی اخبارات میں یہ ایک لطیفہ شائع ہوا تھا کہ قطار میں ایک سپاہی کے متعلق افسر کو خیال ہوا کہ وہ ٹیڑھا چل رہا ہے۔ افسر نے اس کو کہا کہ سیدھے ہو کے چلو۔ اس نے اپنی چال درست کرلی۔ اتنے میں پھر افسر کی ادھر توجہ ہوئی اور اس کو خیال ہوا کہ وہ ٹیڑھا ہی چل رہا ہے۔ اس نے پھر اس کی

ادھر توجہ دلائی اور اس کے ساتھ جو عہدیدار چل رہا تھا۔ اس کو کہا کہ اس پر مقدمہ چلاؤ۔ اتفاق یہ کہ درحقیقت وہ سپاہی سیدھا چل رہا تھا۔ اس نے کہا کہ میرے پر مقدمہ کس بات کا چلایا جائے گا۔ میں تو سیدھا چل رہا ہوں۔ دوسرے افسر نے کہا کہ اس پر پہلی بات کا مقدمہ خارج کر کے اس بات کا مقدمہ چلاؤ کہ اس نے عہدیدار کو جواب دیا۔ اس کو یہ بات اس وقت پیش کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر مقدمہ چلتا تو اس وقت یہ پیش کر دیتا۔ اسی جنگ کے دوران میں ایک یونیورسٹی کور بھی بنی تھی۔ جس میں تناسب کے لحاظ سے ہمارے احمدی بہت زیادہ تھے۔ اور یہ اس لئے بنائی گئی تھی کہ دکھایا جائے کہ ملک کا ہر طبقہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس میں بڑے بڑے تعلیم یافتہ سپاہی کے طور پر کام کرتے تھے۔ ہمارے ایک احمدی کو حکم ملا کہ فلاں جگہ ایک کھمبا لگائے۔ اس نے لگا دیا۔ مگر اس کے متعلق رپورٹ ہوئی کہ اس نے کھمبا نہیں لگایا۔ اس سے جواب طلب ہوا تو اس نے کہا کہ میں نے کھبا لگا دیا ہے مگر ساتھ ہی اس سے یہ غلطی ہوئی کہ لکھ دیا کہ افسر نے رپورٹ غلط کی ہے۔ اس بنا پر اس پر مقدمہ چل گیا۔

پس اسی انتظام کے ماتحت ہم سخت انتظام کریں گے اور جو ہیڈ بنائے جائیں گے ان کی پوری اطاعت کرنی ہوگی۔ ممکن ہے کہ بعض اوقات افسر سختی بھی کر بیٹھیں اور مار بھی بیٹھیں۔ لیکن جو ماتحت ہو کے جائیں گے۔ ان کا فرض ہوگا کہ وہ اپنے تمام ارادوں کو چھوڑ کر جائیں اور تمام سختیوں کے مقابلہ میں کام کریں اور افسر نے اگر ناواجب تکلیف دی ہوگی تو کام کے ختم ہونے کے بعد رپورٹ کر سکتے ہیں۔ مگر اس وقت کام کرنا ہوگا۔ ماتحتوں کو بہرحال افسروں کی اطاعت کرنی اور ان کا حکم ماننا ہوگا اگر وہ زیادتی کریں گے تو خدا تعالیٰ ان کو سزا دے گا۔ صبر کا اجر ملے گا اور بعد میں رپورٹ کر سکتے ہیں۔

پس درخواستیں کرنے والے سن لیں کہ افسروں کی اطاعت کرنی ہوگی۔ اپنے خرچ سے جانا ہوگا اور بیوی بچوں کا خرچ آپ برداشت کرنا ہوگا۔ سوائے ان مبلغوں کے جن کو ہم لگائیں گے۔ درخواست میں یہ بھی بتائیں کہ وہ کس سہ ماہی میں تیار ہیں۔ وہاں ان کو دن رات کام کرنا ہوگا۔ اگر فاقہ کشی اختیار کرنی پڑے گی تو کریں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی زندگیاں وقف کرنے کا اعلان فرمایا تھا۔ کئی آدمیوں نے زندگیاں وقف کی تھیں۔ ان میں سے ایک چوہدری فتح محمد صاحب تبلیغ کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دو تین اور ہیں۔ مفتی محمد صادق صاحب بھی تبلیغ کر رہے ہیں۔ باقی اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔ حضرت مسیح موعود نے سید حامد شاہ صاحب (مرحوم) کو مقرر فرمایا تھا کہ وہ شرائط و قواعد مقرر کریں۔ شاہ صاحب نے قواعد تیار کئے اور میں نے ہی حضرت صاحب کو سنائے۔ ان شرائط میں یہ بات تھی کہ

میں کوئی تنخواہ نہیں لونگا۔ پیدل چلوں گا۔ زمین میرا بچھونا اور آسمان میرا لحاف ہوگا اور درختوں کے پتے کھا کر گذارہ کروں گا۔ باہر بعض لوگوں نے ان شرائط کو سن کر ہنسی کی۔ مگر حضرت صاحب نے ان شرائط کو پسند فرمایا اور کہا کہ اسلام کو ایسے ہی لوگوں کی ضرورت ہے۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر کر دیا ہے کہ زندگیاں وقف کرنے کا طریق حضرت صاحب ہی نے چلایا ہے۔ ہم تو آپ کے کاموں کو چلانے والے یا حضور کی منشاء کی تفصیل کرنے والے ہیں۔ یہی اسلامی طریق تھا۔ اس کے لئے ہمارے احباب کو تیار ہونا چاہیئے۔ اس سکیم کے ماتحت کام کرنے والوں کو ہر ایک اپنا کام آپ کرنا ہوگا۔ اگر کھانا آپ پکانا پڑے گا تو پکائیں گے۔ اگر جنگل میں سونا پڑے گا تو سوئیں گے۔ جو اس محنت اور مشقت کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ وہ آئیں ان کو اپنی عزت اپنے خیالات قربان کرنے پڑیں گے۔

ایسے لوگوں کی محنت باطل نہیں جائے گی ننگے پیروں چلیں گے۔ جنگلوں میں سوئیں گے۔ خدا ان کی اس محنت کو جو اخلاص سے کی جائے گی ضائع نہیں کرے گا۔ اس طرح جنگلوں میں ننگے پیروں پھرنے سے ان کے پاؤں میں جو سختی پیدا ہو جائے گی وہ حشر کے دن جب پل صراط سے گذرنا ہوگا۔ ان کے کام آئے گی مرنے کے بعد ان کو جو مقام ملے گا وہ راحت و آرام کا مقام ہوگا اور یہ وہ مقام ہوگا جہاں کے رہنے والے نہ بھوکے رہیں گے نہ پیاسے۔ یہ چند دن کی بھوک اور یہ چند دن کی پیاس اس انعام کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ تم لوگوں نے چندے دیکر اخلاص ثابت کیا ہے۔ لیکن تیار ہو جاؤ کہ اب جان کے مطالبے ہوں گے۔

یاد رکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہدی اور مسیح ہی نہیں بلکہ کرشن بھی ہیں۔ یعنی آپ ہندوؤں کے لئے بھی ہادی ہیں۔ اب ہم ان میں تبلیغ شروع کریں گے۔ اور جب تک ہم ہندوؤں میں تبلیغ نہ کریں حضرت مسیح موعود کرشن کیسے ثابت ہو سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود مسیح ہیں۔ آپ کی جماعت کو مسیحیوں پر غلبہ ملے گا۔ آپ مہدی ہیں مسلمانوں کو دوبارہ ہدایت آپ کے ذریعہ ملے گی۔ آپ کرشن ہیں ہندوؤں میں آپ کی جماعت کو غلبہ اور آپ کی قبولیت پھیلے گی۔ ہمارے لئے حق پھیلانے کی راہیں کھل رہی ہیں۔ ہم ہندوؤں میں کام کریں گے۔ اور وحشیوں تک میں دین پھیلائیں گے۔ یہ سخت مقابلہ کا وقت ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ آگے بڑھیں۔

پس میں اس اعلان کے ذریعہ یہاں کے احباب کو پہلے اور پھر بیرونجات کے احباب کو کہتا ہوں کہ وہ اس موقع پر قربانیاں کریں اور اپنی درخواستیں بھجوا دیں۔ تاکہ جلد سے جلد کام شروع ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس مقابلہ میں کامیاب ہوں اور ہمارے ذریعہ حق پھیلے۔ اور ہم اس عہد کو پورا کریں۔ جو ہم نے مسیح موعود کے ہاتھ پر کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔

آمین۔

جب حضور نے دوسرا خطبہ پڑھنا شروع کیا تو کچھ لوگ اٹھنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ جب خطبہ ہو رہا ہو اس وقت نہیں کھڑے ہوا کرتے بلکہ خطبہ کے بعد اٹھتے ہیں۔ جب حضور خطبہ پڑھ چکے تو فرمایا اب کھڑے ہو جاؤ۔

(الفضل ۱۵ر مارچ ۱۹۲۳ء)